نمبر ۳۶ | ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۱۹ ستمبر ۹ بجے صبح شملہ سے واپس تشریف لائے۔ حضور کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ بھی شملہ سے واپس آگئے ہیں۔

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ حافظ محمد حسین صاحب قریشی مہاجر جو کہ بالکل تندرست تھے۔ ۱۹ ستمبر کو فوری طور پر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جنازہ پڑھایا۔ اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر مدیر معاون الفضل بعارضہ میعادی بیمار ہیں۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔

کارکنان صدر انجمن احمدیہ کے متعلق جو تجویز تھی۔ کہ ۲ ستمبر کو دو روز کیلئے دریا پر جائیں۔ اسے بارش کی وجہ سے جو کل ۲۰ ستمبر سے شروع ہے منسوخ کر دیا گیا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

فاسق فاجر بھی سچا خواب دیکھ سکتے ہیں

(فرمودہ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۷ء)

فرمایا۔ "سنت اللہ اسی طرح سے جاری ہے۔ اور ہمارا اعتقاد بھی یہی ہے۔ کہ بعض لوگوں کو نہ ہی تو خدا کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ان کے اخلاق و عادات اچھے ہوتے ہیں۔ مگر جب کسی اپنے پرائے نے مرنا ہو۔ یا کوئی اور ایسا ہی واقعہ ہونا ہو۔ تو بعض اوقات خوابوں کے ذریعہ سے کچھ نہ کچھ اطلاع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک چوہڑی کو بھی میں نے دیکھا ہے۔ کہ اس کی اکثر خوابیں سچی نکلا کرتی تھیں۔ بلکہ ایک پرلے درجہ کی زانیہ اور بدکار عورت کو بھی کچھ نہ کچھ خوابیں آسکتی ہیں۔

یہ سچی بات ہے۔ کہ کافر۔ فاسق۔ فاجر سب کو سچی خوابیں کبھی کبھی آیا کرتی ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ جب تم لوگ باوجود طرح طرح کے عیوب فسق و فجور اور دنیا کے گند میں مبتلا ہونے کے ایسی خوابیں دیکھ لیا کرتے ہو۔ تو پھر وہ جو ہر وقت خدا کے پاس رہتے ہیں اور اسی کے آستانہ پر ہر دم گرے رہتے ہیں۔ ان کو سچا کیوں نہ سمجھا جائے۔ ایک دفعہ چند آریہ ہندو ہمارے پاس آئے تھے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہمیں بھی سچی خوابیں آتی ہیں میں نے ان کو یہی کہا تھا۔ کہ ہم تو مانتے ہیں۔ کہ چوہڑوں اور چماروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جس کو سچی خواب آئے۔ اسکی عملی حالت بھی بڑی اعلےٰ ہے۔ اور اس کا دل بڑا پاک ہے بلکہ یہ تو کارخانہ نبوت کو سمجھنے کے لئے ہر ایک کی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے

امرتسر کے سٹیشن پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے شرفِ ملاقات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۵ ستمبر شملہ جاتے ہوئے بذریعہ موٹر امرتسر سٹیشن پر تشریف لائے۔ گاڑی کے روانہ ہونے کا وقت ۱۱ بجے رات کو تھا۔ مگر احبابِ جماعت احمدیہ امرتسر بتعدادِ کثیر ۸ بجے شام ریلوے اسٹیشن پر حضور کی قدمبوسی کے لئے پہونچ گئے۔ حضور نے بابو عبد القادر صاحب کی درخواست پر ان کے غریب خانہ کو قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ وہاں سے دس بجے اسٹیشن پر واپس تشریف لائے۔ احباب سے باری باری مصافحہ فرمایا۔ حضور اور خدام حضور کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ ایک گھنٹہ تک حضور کے کلمات طیبات سننے کا موقعہ نصیب ہوا۔ جو خلاصۃً اپنے الفاظ میں درج ذیل ہیں:۔

خاکسار نے مقامی جماعت کے تبلیغی اور دیگر حالات عرض کئے۔ حضور نے اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ انصار اللہ کو مشق کرانے کے لئے باہمی مناظروں کے انتظام کا معاملہ زیرِ تجویز تھا۔ مگر ایک دوست نے بتایا۔ کہ حضور نے ایسے مناظروں سے منع فرمایا ہوا ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

اُس دوست نے درست کہا ہے۔ ایسے فرضی مناظروں میں تقویٰ کی رُوح کمزور ہوتی ہے۔ اس کی بجائے یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ایک شخص تقریر کرے۔ باقی اس پر اعتراض کریں۔ اور وُہ جواب دے جس سوال کا جواب لیکچرار نہ دے سکے۔ اس کا جواب خود سائل دے۔ اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا۔ مولوی محمد احسن امروہوی سُنایا کرتے تھے۔ کہ جب میں احمدیت کا مخالف تھا۔ تو مولوی محمد بشیر بھوپالوی احمدیت کے مؤید تھے۔ ہم دونوں میں فرضی مناظرہ ہوا۔ ایک مرزا صاحب کی تائید میں۔ اور دوسرا مخالفت میں پارٹ ادا کرتا۔ آخر مجھے تو خدا نے اپنے فضل کے سایہ میں لے لیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کا شرف بخشا۔ مگر مولوی محمد بشیر بھوپالوی فرضی مناظروں کی وجہ سے ٹھوکر کھا گیا۔

خاکسار نے عرض کیا۔ امرتسر کی ایک غیر احمدی انجمن نے انعامی چیلنج دیا ہے۔ اس کے متعلق تجویز ہے۔ کہ فیصلہ کے لئے ہم ان میں سے دو آدمی منتخب کریں۔ اور وُہ ہماری جماعت میں سے دو آدمی چن لیں پھر وُہ آپس میں جو فیصلہ کریں۔ اُسے تسلیم کیا جائے۔

اس پر حضور نے فرمایا۔ یہ طریق غیر معقول ہے۔ دونوں طرف سے منافق طبع آدمی تلاش کئے جائیں گے۔ طریق یہ ہونا چاہیئے۔ کہ فریقین اپنے میں سے خود نمائندے مقرر کریں۔

مقامی انجمن احمدیہ ترقی اسلام کے سکرٹری صاحب نے عرض کیا حضور نوجوانوں کو کچھ ہدایات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا۔ استقلال سے کام کرنا چاہیئے۔ نوجوانوں میں زیادہ جوش ہوتا ہے۔ اس لئے دُعا اور تضرع سے کام لینا چاہیئے۔ اور کام ہمیشہ ٹھوس کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد مختلف مسائل پر سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا بہت سے غیر احمدی اصحاب بھی موجود تھے۔ جو حضور کی باتیں سن کر بہت محظوظ ہوئے۔ اور حضور کے تبحر علمی کا اقرار کیا۔

(نامہ نگار)

لدھیانہ۔ انبالہ۔ اور شملہ کے نامہ نگاروں کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس سفر کے متعلق تاحال کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی نامہ نگاروں کو ایسے اہم مواقع کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے (اڈیٹر)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس منعقدہ شملہ

اہم قراردادیں۔

شملہ ۱۸ ستمبر۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس بمقام شملہ گرینڈ ہوٹل میں زیر صدارت جناب نواب ابراہیم علی خاں صاحب آف کنجپورہ ایم۔ ایل۔ اے ۱۶ ستمبر ۶ بجے شام منعقد ہوا۔ اگرچہ مولانا مہر صاحب بعض مجبوریوں کی وجہ سے شامل اجلاس نہ ہوسکے۔ مگر سابقہ انتظام کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں عارضی طور پر سکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔ اور ان سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ سکرٹری شپ کے فرائض کو سرانجام دیکر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

ایجنڈا کی تجاویز پیش ہو کر بعد بحث و تمحیص مندرجہ ذیل قراردادیں بالاتفاق رائے پاس ہوئیں۔ (۱) عہدیداروں کا سوال پیش ہوکر فیصلہ ہوا کہ چونکہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے ۱۶ ستمبر کے بعد جواب دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب نے سکرٹری شپ کے عہدہ کو قبول کرنے سے معذوری ظاہر فرمائی ہے۔ اس لئے صدر اور سکرٹری کے متعلق مستقل فیصلہ ۲ دسمبر کو بمقام دہلی پر کیا جائے۔ اور اس عرصہ میں کام چلانے کے لئے سب کمیٹی کی جگہ (جو گزشتہ اجلاس میں مقرر ہوئی تھی) عارضی طور پر مولانا مہر صاحب سکرٹری اور مولوی جلال الدین صاحب شمس نائب سکرٹری کے طور پر کام کریں۔ اس اثنا میں دوسرے ضروری امور کے تصفیہ کے لئے حسب دستور اجلاس منعقد ہوتے رہیں۔ (۲) آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا یہ اجلاس مسلمان لیڈروں کی ان گرفتاریوں پر جو گزشتہ جون میں کشمیر کی ریاست نے کیں۔ اور اسی طرح سید زین العابدین صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے بلاوجہ اخراج پر اظہار افسوس کرتا ہے اور حکومت کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ وُہ ایسا رویہ اختیار کرے۔ کہ ملک پُرامن طور پر ترقی کرسکے۔ اور خواہ مخواہ مُسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔ اور گزشتہ ایام میں حکومت اور رعایا میں جو تنافر پیدا ہوگیا تھا۔ اس کے اعادہ کا امکان نہ رہے۔ (۳) آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا یہ اجلاس ریاستوں کی حفاظت کے مسودہ پر جو مجالس واضع قوانین ہند میں پیش ہے۔ عدم اطمینان کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومت سے امید کرتا ہے کہ وُہ اس بارے میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے۔ اور مم

مم درخواست کرتا ہے۔ کہ وُہ اس مسودہ پر رائے لیتے ہوئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بھی اس پر اپنی رائے کے اظہار کا موقعہ دے۔ کیونکہ اس کمیٹی کو قدرتی طور پر اس مسودہ سے خاص دلچسپی ہے۔ اور وُہ بوجہ تحریک کشمیر میں دلچسپی اور تجربہ رکھنے کے اس بارہ میں مفید مشورہ دینے کی اہل ہے۔

صاحب صدر کے شکریہ کے ساتھ اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔ خاکسار جلال الدین شمس

ہیڈ معلمہ قصبہ پونڈری کے متعلق افسرانِ تعلیم سے گزارش

گزشتہ ماہ جون میں ایک نامہ نگار نے بذریعہ "الفضل" ضلع کرنال کے افسرانِ تعلیم کو توجہ دلائی تھی۔ کہ قصبہ پونڈری کے ڈی۔ بی مسلم گرلز سکول کی ہیڈ معلمہ کو جو ایک عرصہ سے نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ اس سکول میں کام کر رہی ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی قابلیت کے ساتھ اسے انتظام و تعلیمی لحاظ سے درجۂ اول پر پہنچا دیا ہے تکالیف میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ ان کا انسداد کیا جائے لیکن افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ بجائے ان کی تکالیف دُور کرنے کے اسسٹنٹ انسپکٹرس پوری کی رپورٹ پر جو شروع سے ہیڈ معلمہ کے خلاف رہی ہیں۔ ایسی جگہ تبادلہ کر دیا گیا ہے جہاں انہیں لازمی طور پر اور زیادہ مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اس کا اثر یقینی طور پر نہ صرف ان کی صحت پر بہت ناگوار پڑے گا۔ بلکہ تعلیمی لحاظ سے بھی وُہ پوری طرح سرگرمی سے کام نہ لے سکینگی۔ علاوہ ازیں پونڈری کا سکول جسے انہوں نے کافی طور پر ترقی دی ہے جس کا اعتراف سابق افسرانِ تعلیم نہ صرف زبانی بلکہ تحریری طور پر بھی کرتے رہے ہیں۔ اسے بھی نقصان پہونچنے کا خطرہ ہے یہی وجہ ہے۔ کہ مقامی مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ ہیڈ معلمہ محمدی بیگم صاحبہ کا یہاں سے تبادلہ نہ ہو۔

ان وجوہات کی بنا پر ہم افسرانِ تعلیم سے گزارش کرتے ہیں کہ وُہ اس تبادلہ کو منسوخ فرما کر نہ صرف ہیڈ معلمہ کو شکرگزاری کا موقعہ دیں۔ بلکہ قصبہ پونڈری کے مسلمانوں کو بھی ممنون فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

گاندھی جی کی سول نافرمانی سے مضحکہ خیز علیحدگی

خود جیل جانے سے انکار اور دوسروں کو بھیجنے پر اصرار

گاندھی جی تاریکی میں

سول نافرمانی کی ناکام اور تباہ کن تحریک کی مہم میں گاندھی جی نے جو پسپائی شروع کر رکھی ہے۔ اس کے متعلق انہوں نے ایک اور قدم پیچھے کی طرف ہٹایا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے تازہ بیان میں خود بھی اعتراف کیا ہے۔ کہ "تاریکی مجھے احاطہ کئے رہی ہے" وہ ظلمت اور تاریکی میں بھٹک رہے ہیں اور نہیں جانتے۔ کہ اس سے نکلنے کا کونسا رستہ ہے:۔

گاندھی جی کا تازہ اعلان

۲۳ اگست کو فاقہ کشی کے ذریعہ رہائی حاصل کرنے کے بعد گاندھی جی آئندہ کے لئے اپنے جس پروگرام کی تیاری میں مصروف تھے۔ اور جس کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو۔ اور دوسرے لوگوں سے مشورہ کر رہے تھے۔ اس کا اعلان انہوں نے ایک بیان کی صورت میں کر دیا ہے جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ وہ ۳ اگست ۱۹۳۴ء تک اس انفرادی سول نافرمانی سے بھی علیحدہ رہیں گے۔ جسے انہوں نے اجتماعی سول نافرمانی کو ترک کرنے کے بعد اپنے اس بیان کی بناء پر جاری رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ کہ "سول نافرمانی بند نہیں ہو سکتی۔ اس کا بند کرنا قومی شکست کے مترادف ہے"۔

گاندھی جی اور انفرادی سول نافرمانی

اگرچہ انفرادی سول نافرمانی بجائے خود کوئی حقیقت نہیں رکھتی تاہم گاندھی جی نے اس کے جاری رکھنے پر بے حد زور دیا۔ اور اسے "ایک زبردست کارروائی" اور "ایک مقدس کام" بتاتے ہوئے سولہ عورتوں اور سولہ مردوں کو ساتھ لے کر موضع راس کی طرف اس لئے مارچ کرنے کا اعلان کر دیا کہ وہاں کے لوگوں سے انفرادی سول نافرمانی شروع کرائی جائے۔ اس پر جب انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اور قانون کی خلاف ورزی کی بناء پر مقدمہ چلایا گیا۔ تو انہوں نے اس وجہ سے جیل میں چلے جانا ضروری سمجھا۔ کہ "جیل خانہ سے باہر رہ کر اور ڈیننس ول کی حکومت کے اخلاق سوز اور تباہی خیز اثرات و نتائج کو بے چارگی کی حالت میں دیکھتے جانا ناقابل برداشت کرب و مصیبت ہے"۔ لیکن جیل میں پہنچتے ہی جیل کی پابندیوں سے آزادی حاصل کرنے کا مطالبہ شروع کر دیا۔ اور جب حکومت نے اسے منظور نہ کیا۔ تو فاقہ کشی اختیار کر لی:۔

نمائشی اظہار ندامت

آخر جب ان کی حالت خطرہ کی حد تک پہنچ گئی۔ اور حکومت نے جیل میں رکھ کر جیل کی پابندیاں دُور کرنے کی بجائے انہیں رہا کر دیا۔ تو اس طرح رہائی حاصل ہونے پر جہاں گاندھی جی نے فوراً فاقہ کشی ترک کر دی۔ وہاں اس بات پر شرم و ندامت کا بھی اظہار کیا۔ کہ "میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جیل میں داخل ہوا تھا۔ مگر اب فاقہ کشی کر کے خود باہر آ گیا ہوں"۔ اگر یہ اظہارِ ندامت محض نمائشی نہ ہوتا۔ تو گاندھی جی کے لئے ضروری تھا۔ کہ یا تو وہ ان لوگوں کی رہائی کا بھی کوئی انتظام کرتے۔ جو ان کے ساتھ یا ان کے کہنے پر انفرادی سول نافرمانی کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے جیل میں گئے تھے۔ یا پھر خود بھی جیل میں چلے جاتے۔ لیکن انہوں نے ان میں سے کوئی بات بھی نہ کی۔ بلکہ یہ اعلان کر دیا ہے۔ کہ

"طویل غور و فکر اور بڑا دھ گفتگو کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مدت قید کے اختتام یعنی آئندہ ۳ اگست تک مجھے جارحانہ سول نافرمانی اختیار کر کے قید نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ فیصلہ میرے اس مشورہ پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا۔ جو میں نے پونا کی غیر رسمی کانفرنس کے بعد ایک بیان کی شکل میں پیش کیا تھا"۔

سول نافرمانی سے علیحدگی کا سوال

گویا انہوں نے اپنے آپ کو تو ایک سال تک انفرادی سول نافرمانی سے بھی علیحدہ کر لیا ہے۔ یعنی بالفاظ "ملاپ" (۱۶ ستمبر) "ان کی توجہ اب کسی بھی ایسے کام کی طرف نہ ہو گی۔ جسے گورنمنٹ کی نگاہوں میں خلافِ قانون کہا جا سکے" اور بالفاظ "پرتاپ" (۱۷ ستمبر) "وہ کوئی ایسا فعل نہ کریں گے۔ جس میں سول نافرمانی کی کھُلم کھلا تائید متصور ہو"۔ لیکن جس انفرادی سول نافرمانی کا اعلان انہوں نے مسٹر اینے صدر کانگرس سے کرایا تھا۔ اسے دُوسروں کے لئے قائم رکھا ہے۔ اور سوائے اپنی ذات کے باقی سب لوگوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ کہ وہ انفرادی اور ذاتی طور پر سول نافرمانی کو جاری رکھیں۔ اور قید ہو کر جیلوں میں چلے جائیں:۔

گاندھی جی کی اخلاقی گراوٹ

اس کے متعلق گزارش یہ ہے۔ کہ کیا کسی معقول انسان کے نزدیک یہ بات جائز ہو سکتی ہے۔ کہ ایک شخص جو کسی تحریک کو جاری کرے۔ وہ اپنے آپ کو تو اس سے الگ کر کے اس کے نتیجہ سے محفوظ ہو جائے۔ لیکن دُوسروں سے اس پر عمل کرنے کا مطالبہ کرے گاندھی جی اگر اجتماعی سول نافرمانی میں کلیتہً ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد یہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ انفرادی سول نافرمانی جاری رکھی جائے اور ملک سے اسی بناء پر مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ اس پر عمل کرے۔ تو پھر انہیں کوئی حق نہیں۔ کہ اپنے آپ کو اس سے علیحدہ قرار دے لیں اور خود جیل میں جانے کے لئے تیار نہ ہوں۔ یہ ایسی صاف اور واضح بات ہے۔ کہ ایسے لوگ جو گاندھی جی کے متعلق یہ دعوٰے رکھتے ہیں کہ "وہ اخلاق کی ایک اونچی سطح پر کھڑے ہیں"۔ (پرتاپ ۱۷ ستمبر) انہیں بھی گاندھی جی کے اس طرزِ عمل کے جواز کی کوئی صُورت نظر نہیں آتی۔ اور وہ بھی یہ کہنے پر مجبُور ہو رہے ہیں۔ کہ "پونا کانفرنس کے فیصلہ کے بعد انہیں جیل سے باہر آنے کا کوئی اخلاقی حق حاصل نہیں"۔ (پرتاپ ۱۷ ستمبر)۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی نے نہ صرف ان لوگوں کے نزدیک جنہیں ان کے طریقِ عمل سے کسی وقت بھی اتفاق نہیں ہوا۔ یا جو ان کے پے در پے ٹھوکریں کھانے کے بعد اب یہ سمجھنے پر مجبُور ہو چکے ہیں۔ کہ "وہ دماغی طور پر پولیٹیکل کام کرنے کے ناقابل ہیں" (پرتاپ ۱۷ ستمبر) اپنے تازہ اعلان میں اخلاقی گراوٹ کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ ان لوگوں کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ جو ابھی تک انہیں "اخلاق کی اونچی سطح پر" خیال کر رہے ہیں:۔

سول نافرمانی اور سوراجیہ

پھر ایک اور لحاظ سے بھی گاندھی جی کا تازہ اعلان حیرت انگیز ہے۔ ایک طرف تو ان کا یہ دعوٰے ہے۔ کہ سول نافرمانی ہی سوراجیہ حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اور اسی سے وہ تشدد دور ہو سکتا ہے جو ان کے نزدیک اہلِ ہند پر حکومت کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ اور اس پر انہیں اس قدر اصرار ہے۔ کہ خود سول نافرمانی سے کلیتہً علیحدگی اختیار کرنے کے متعلق جو بیان اونہوں نے شائع کیا ہے اس میں بھی یہ لکھدیا ہے۔ کہ:۔

"قومی آزادی کی سعی وکوشش بھی میرے نزدیک سچائی کی تلاش ہے۔ میرا یقین ہے۔ کہ دہشت آمیز مدافعت دہشت انگیزی کے ذرائع کا صحیح جواب نہیں۔ خواہ وُہ ذرائع ظالم اختیار کرے۔ یا مظلوم۔ بلکہ سول نافرمانی میں اس کا صحیح جواب ہے" لیکن دوسری طرف حالت یہ ہے۔ کہ خود سول نافرمانی سے ان حالات میں علیحدگی اختیار کر رہے ہیں۔ جبکہ سوراجیہ اتنا ہی دور ہے۔ جتنا سول نافرمانی شروع کرنے کے وقت تھا۔ اور اہل ہند زیادہ سے زیادہ مصائب اور پابندیوں میں جکڑے جا رہے ہیں

کیا سوراجیہ حاصل ہوگیا

یہ ہم نہیں کہتے۔ بلکہ وہی لوگ کہہ رہے ہیں۔ جنہوں نے گاندھی جی کی راہ نمائی میں سول نافرمانی اختیار کی۔ اور جو اب بھی ان کو اپنا سب سے بڑا سیاسی راہ نما سمجھتے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" ۱۷ ستمبر لکھتا ہے:۔

"مہاتما گاندھی گورنمنٹ سے سوراجیہ حاصل کرنے کے لئے جد وجہد کر رہے ہیں۔ لیکن وہ جانتے ہیں۔ اور ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ پچھلے تیرہ چودہ سال سے وُہ لگاتار اس جد وجہد میں رہے ہیں۔ کہ جہاں تک سوراجیہ کا تعلق ہے۔ برٹش گورنمنٹ آج بھی وہیں کھڑی ہے۔ جہاں کہ ۱۹۱۹ء میں تھی۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ میں داخل نہ ہوگا۔ کہ وُہ ۱۹۱۹ء سے پیچھے ہٹ گئی ہے کیونکہ جہاں پہلے ذمہ دار حکومت سیلف گورنمنٹ اور درجہ نو آبادیات کا نام اس کی زبان یا قلم پر آجاتا تھا۔ اب یہ حالت ہے۔ کہ وائٹ پیپر کے نام سے جو مستند ترین دستاویز اس کی طرف سے شائع ہوئی ہے اس میں درجہ نو آبادیات کے الفاظ کا ایک جگہ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ اب گورنمنٹ یہ نہیں کہتی۔ کہ وُہ ہندوستان کو درجہ نو آبادیات دے رہی ہے۔ بلکہ یہ کہ وُہ اسے درجہ نو آبادیات کی راہ پر ڈال رہی ہے"

یہ تو سوراجیہ کا حال ہے۔ اہل ہند کی حالت یہ ہے۔ کہ

"اس وقت ہندوستان کا مستقبل نہایت تاریک ہے۔ گورنمنٹ طرح طرح کے قوانین سے ہندوستانیوں کی مشکیں کس رہی ہے۔ تحریر و تقریر کی آزادی کو محدود کیا جا رہا ہے۔ سوراجیہ سے جواب ہے۔ لیکن مہاتما جی۔ کہ ایک برس کا بن باس لے رہے ہیں۔ رام نے چودہ برس کا بن باس اس لئے لیا تھا۔ کہ ان کے پتا نے اپنی پتنی سے جو قول کیا تھا۔ وُہ غلط ثابت نہ ہو۔ اور مہاتما گاندھی ایک برس کا بن باس اس لئے لیتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے ایک سال کی جو قید انہیں دی تھی۔ اس کی عزت قائم رہے۔ اس کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے وُہ باہر رہتے ہوئے بھی اپنے تئیں جیل میں ہی سمجھیں گے"

سول نافرمانی سے علیحدگی کی اصل وجہ

ان حالات میں گاندھی جی کا سول نافرمانی سے علیحدگی اختیار کرنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ خواہ وُہ اس کی وجہ کچھ ہی قرار دیں۔ اور اس کے لئے کوئی بہانہ ہی پیش کریں۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ سول نافرمانی میں انہیں عبرت ناک ناکامی حاصل ہو چکی ہے۔ اور اس طرح اہل ہند کو سوراجیہ دلانے یا ان کی تکالیف کو کم کرنے کی بجائے انہوں نے سوراجیہ کو پہلے سے بھی زیادہ دُور کر دیا۔ اور مشکلات کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ یہی بات انہیں مجبور کر رہی ہے۔ کہ وُہ سول نافرمانی سے دست بردار ہو جائیں:۔

بے جا کوشش

وُہ ایسا ہی کر بھی رہے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ان کی یہ کوشش ہے کہ خواہ وُہ عملاً سول نافرمانی کو ترک کر دیں۔ اور اہل ہند سول نافرمانی کی طرف رُخ کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہوں۔ زبان سے یہ نہ کہیں۔ کہ سول نافرمانی کو کلیتہً ترک کر دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے پسپا ہوتے ہوئے ہر قدم پر وُہ کوئی نہ کوئی بات ایسی کہدیتے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ وُہ سول نافرمانی کے حربہ کو ترک نہیں کر رہے:۔

سول نافرمانی کے متعلق مشورہ دینا

حال کے اعلان میں گاندھی جی نے اپنے آپ کو اس بہانہ کی آڑ لے کر سول نافرمانی سے علیٰحدہ کیا ہے۔ کہ "مجھے یہ بہت ہی اوچھی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ کہ اپنی مدت قید کے اختتام سے قبل کسی جارحانہ حرکت سے حکومت کو اس بات پر مجبور کروں۔ کہ وُہ مجھے دوبارہ گرفتار کرلے" مگر اس کے ساتھ ہی جہاں دوسروں کو سول نافرمانی کرنے کی تحریک کو جاری رکھنے کے لئے کہا ہے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "جب تک میں آزاد ہوں۔ ان لوگوں کی راہ نمائی سے باز نہیں رہ سکتا۔ جو میرا مشورہ طلب کریں"

اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر گاندھی جی نے مدت قید کے اختتام تک سول نافرمانی سے علیحدگی اس لئے اختیار کی ہے۔ کہ وُہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرنا چاہتے۔ جو قید میں نہ کر سکتے تھے۔ تو پھر سول نافرمانی کرنے والوں کو اس کے متعلق مشورہ دینے کا انہیں کیونکر حق ہو سکتا ہے قید کی حالت میں یقیناً اس قسم کا مشورہ دینے کی انہیں اجازت نہیں دی جاسکتی تھی۔ پھر قید کی پابندیاں اپنے اوپر عائد کرتے ہُوئے انہیں مشورہ نہ دے سکنے کی پابندی کو بھی لازمی طور پر اختیار کرنا چاہیئے تھا لیکن حیرت ہے۔ کہ جہاں تک ان کے خود سول نافرمانی کر کے جیل میں جانے کا تعلق ہے۔ وہاں تک تو وُہ اپنے لئے پابندی تجویز کر لیتے ہیں اور اس کے آگے دُوسروں کو جیل خانہ میں بھیجنے کے لئے سول نافرمانی کے متعلق مشورہ دینے پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں:۔

معقول طریق عمل اختیار کیا جائے

ان حالات میں صاف ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی نے سول نافرمانی سے کلیتہً علیحدگی اختیار کرتے ہُوئے بھی ایسا طریق عمل اختیار نہیں کیا جس کی گورنمنٹ کی نگاہ میں کچھ وقعت ہو۔ یا جس سے کوئی معقول پسند انسان خیال کر سکے۔ کہ انہوں نے وُہ پوزیشن اختیار کر لی ہے جس کا مطالبہ حکومت کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ اور جس کا تقاضا مُلک کی موجودہ حالت کر رہی ہے۔ جب گاندھی جی پر یہ واضح ہو چکا ہے۔ کہ اب سول نافرمانی کی تحریک سے ان لوگوں کا بہت بڑا حصہ بھی ناکامی کو دیکھ کر بیزار ہو چکا ہے۔ جنہوں نے اسے کامیاب بنانے میں کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ اور اسی وجہ سے انہیں اجتماعی سول نافرمانی کو واپس لینا پڑا۔ اور کانگرس کے پروگرام سے خارج کیا گیا۔ تو وُہ یہ کس طرح خیال کر سکتے ہیں۔ کہ انفرادی سول نافرمانی کامیاب ہو جائے گی۔ اور لوگ بکثرت اس پر عمل کرنے پر آمادہ ہو سکیں گے۔ اور جبکہ وُہ دیکھ چکے ہیں۔ کہ انفرادی سول نافرمانی کے متعلق اپنے مشورہ سے چند لوگوں سے زیادہ کو آمادہ نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ گاندھی جی کا خود جیل میں چلا جانا بھی ان پر کچھ اثر نہ کر سکا۔ تو پھر خود علیحدگی اختیار کرتے ہوئے انہوں نے کس بنا پر اس تحریک کو جاری رکھنا ضروری سمجھا۔ اور اس بارے میں مشورہ دیتے رہنے کا اعلان کیا۔ معلوم نہیں۔ اس قسم کی حرکات کا اوچھا پن ان پر کب ظاہر ہوگا۔ اور وُہ کب معقول طریق عمل اختیار کریں گے:۔

ملٹری کالج ڈیرہ دُون اور مُسلمان

مُسلمانان پنجاب کو صیغہ فوج میں جو شہرت حاصل ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ وُہ روز بروز خطرہ میں پڑ رہی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اعلیٰ فوجی عہدوں پر پہنچنے کے لئے جس تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ اور جس کا انتظام حکومت ہند نے ڈیرہ دون کے پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج میں کر رکھا ہے۔ اس کے بھاری اخراجات برداشت کرنے کے وہ عام طور پر قابل نہیں ہیں اور غیر مُسلم مالدار وہ عہدے حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ اسی بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کچھ عرصہ ہوا۔ ہم نے حکومت کو توجہ دلائی تھی کہ ایک طرف مسلمانوں کی شاندار فوجی خدمات کو پیش نظر رکھ کر اور دوسری طرف ان کی مالی مشکلات پر نظر کر کے ملٹری ٹریننگ میں ان کے لئے سہولتیں مہیا کرے۔ معلوم ہوتا ہے۔ حکومت نے اس طرف کچھ نہ کچھ توجہ کی ہے۔ چنانچہ حال میں انڈین ملٹری اکاڈمی ڈیرہ دون کے لئے وائسرائے ہند نے جو تین امیدوار منظور کئے ان میں سے دو مُسلمان ہیں۔ اور ان دونوں کی علی الترتیب ۵۹۵ اور ۵۵۰ روپے کی فیس معاف کر دی گئی:۔

جہاں ہم حکُومت سے یہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ وُہ اس بارے میں مُسلمانوں کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھے۔ وہاں ہم مُسلمانوں کو بھی خاص طور پر توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ وُہ اپنے بچوں کو تکالیف برداشت کر کے بھی فوجی تعلیم و تربیت دلانے کی کوشش کریں۔ اسی پرچہ میں دوسری جگہ حکومت پنجاب کے محکمہ اطلاعات کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا جا رہا ہے۔ جس میں ڈیرہ دون کے فوجی کالج میں داخلہ کے قواعد اور دیگر ضروری امور درج ہیں ان کا بغور مطالعہ کر کے اپنے بچوں کو اس کالج میں داخل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظموں کے ریکارڈ کے متعلق ضروری اعلان

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پچھلے ہفتہ

ایک واقعہ

میرے علم میں لایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نظموں کو گراموفون کے ریکارڈ میں بھر اگیا ہے۔ میں پالم پور میں تھا۔ کہ مجھ سے بعض نوجوانوں نے سوال کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں ریکارڈ میں بھرنا جائز ہے یا نہیں۔ میں نے انہیں جواب دیا تھا۔ کہ

ریکارڈ اپنی ذات میں

کوئی ایسی چیز نہیں جسے ہم جائز یا ناجائز کہہ سکیں۔ ریکارڈ جائز بھی ہو سکتا ہے۔ اور ناجائز بھی۔ اس میں ثواب کی باتیں بھی ہو سکتی ہیں اور عذاب کی بھی۔ پس ریکارڈ اپنی ذات میں ایسی چیز نہیں۔ کہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے کا سوال پیدا ہو۔ سوال یہ ہے۔ کہ نظمیں اس میں کس طرح بھری گئی ہیں۔ اس کے بعد جب میں پالم پور سے آتے ہی لاہور چلا گیا۔ تو میرے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو نظمیں ریکارڈ میں لائی گئی ہیں۔ کیا ہمیں وہ ریکارڈ لینے چاہئیں یا نہیں۔ اس وقت بھی میں نے یہی جواب دیا۔ کہ ریکارڈ اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں۔ سوال یہ ہے۔ کہ اس میں نظمیں کس طرح بھری گئی ہیں۔ اگر

راگ کے وزنوں میں

بھری گئی ہیں۔ تو میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ لیکن اگر

معمولی خوش الحانی کے ساتھ

شاعری کے اوزان میں قطع و برید کئے بغیر ایسا ہی جیسا کہ ہم عام طور پر خوش الحانی سے سن لیتے ہیں۔ بھری گئی ہیں۔ تو مفید بھی ہو سکتی ہیں۔ اور جن لوگوں کی مالی حالت ایسی ہو۔ کہ ان کا ایسے ریکارڈ خریدنا اسراف میں داخل نہ ہو۔ وہ خرید بھی سکتے ہیں۔ اور وقت ضائع نہ ہونے کی حد تک سن بھی سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نظمیں لکھی ہی اسلئے ہیں۔ کہ لوگ پڑھیں اور سنیں۔ نہ کہ کتابوں میں بند کر کے رکھ دینے کے لئے۔

اس کے بعد میں جب قادیان آیا۔ تو چند دن بعد ایک صاحب نے مجھے ایک لمبا خط لکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو نظمیں طبلے اور مزامیر وغیرہ کے ساتھ ریکارڈ میں لائی گئی ہیں۔ اور بعض نوجوان پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ کہ ہمیں چاہئے۔ ایسے ریکارڈ خریدیں اور گھروں میں رکھیں۔ لکھنے والا نوجوان ایک مولوی ہے۔ اور تعلیم یافتہ ہے۔ مگر باوجود اس کے اس نے بڑی گھبراہٹ ظاہر کی۔ اور جس کا نام اس نے لکھا ہے۔ وہ دین سے بالکل ناواقف اور جماعتی نظام کے لحاظ سے بھی زیر عتاب ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایسے شخص کے پروپیگنڈا کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ اور اس سے گھبرانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ میں نے ابھی تک وہ ریکارڈ نہیں سنا۔ اور اس لئے نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان رپورٹوں میں سے کونسی سچی ہے۔ آیا ریکارڈ مزامیر کے ساتھ بھرا گیا ہے۔ راگ کے وزنوں پر ہے۔ یا معمولی خوش الحانی کے ساتھ۔ دو تین روز ہوئے ایک صاحب نے مجھے خط لکھا تھا۔ کہ میں نے کوشش سے ایسے ریکارڈ تیار کرائے ہیں۔ جو میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ اگر یہ مبالغہ نہیں۔ اور ان کے تیار کرانے میں

قادیان کے کسی شخص کا حصہ

ہے۔ تو جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا ہے۔ ریکارڈ اپنی ذات میں تو کوئی بری چیز نہیں۔ بلکہ اس کے لئے اخراجات جو اسراف کی حد تک پہنچتے ہوں۔ اس کا سننا جو وقت ضائع کرنے کی حد تک پہنچتا ہو۔ اور اس میں ایسی چیز جو اپنی ذات میں ناپسندیدہ ہو۔ بھرنا اسے برا بنا دیتی ہے۔ اور چونکہ میں نے یہ ریکارڈ نہیں سنا۔ اس لئے نہیں کہہ سکتا۔ کہ کیسا ہے لیکن اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ عام خوش الحانی کے ساتھ جیسا کہ ہمارے بعض بچے پڑھتے ہیں۔ بھرا گیا ہے۔ تو اگر اس کا خریدنا

اسراف کی حد تک

نہیں پہنچتا۔ اور اس کا سننا وقت ضائع کرنے تک نہیں۔ تو یہ جائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک نظم مولوی عبدالکریم صاحب سے خود فونوگراف میں بھرائی تھی۔ اس وقت فونوگراف ہوتے تھے۔ آج کل گراموفون ہیں۔ آپ نے اس غرض سے ایک نظم تیار بھی کی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

پس اگر یہ ریکارڈ ایسا ہی ہے۔ تو اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں۔ اور اگر کسی کے پاس گراموفون ہو۔ اور خریدنے کی طاقت رکھتا ہو۔ تو وہ بے شک اسے خریدے۔ لیکن اگر یہ راگ کے اوزان میں ہے۔ اور مزامیر کے ساتھ ہے۔ تو یہ ناپسندیدہ ہے اس سے وہ غرض جو ان نظموں کی ہے یعنی

خشیت الٰہی پیدا کرنا

فوت ہو جاتی ہے۔ اس لئے ایسے ریکارڈ کو خریدنا یا اس میں مدد دینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو برے طریق پر استعمال کرنا ہے۔ اور میں

جماعت کو ہدایت

کرتا ہوں۔ کہ کوئی ایسا ریکارڈ ہرگز نہ خریدے۔ دوسرے لوگ تو انہیں خریدیں گے نہیں۔ اور اگر ہم بھی نہ خریدیں۔ تو خود بخود ان کا رواج بند ہو جائے گا۔ اور آئندہ کسی کمپنی کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہو گی۔ اس رنگ میں ریکارڈ تیار ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی ہتک ہے۔ اور

ہر احمدی کا فرض

ہے۔ کہ اس کے خلاف پروٹسٹ کرے۔ اس پر بعض کہتے ہیں۔ کہ یوں بھی تم گراموفون کے ریکارڈ سنتے ہو۔ جن میں ڈھولک وغیرہ ہوتی ہے۔ تو اس کا کیا حرج ہے۔ میں انہیں کہوں گا۔ کہ تم تھیٹر اور بعض اوقات رنڈیوں کا ناچ بھی دیکھ لیتے ہو۔ لیکن کیا کبھی یہ

کر سکتے ہو۔ کہ تمہاری بیوی بھی کسی مجلس میں جاکر ناچے۔ اگر تم اس کے لئے تیار نہیں ہو۔ تو ایسا کہنے والے سے میں کہوں گا۔ کہ

اے بے حیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے لئے تیرے دل میں اتنی بھی عزت نہیں۔ جتنی اپنی بیوی کے متعلق ہے۔ جن لوگوں میں یہ چیزیں رائج ہیں۔ وہ کبھی

شریف اور اعلیٰ اخلاق والے

نہیں سمجھے گئے۔ ڈھولک اور باجہ وغیرہ بجانے اور گانے والے کبھی معززین کے گروہ میں شمار نہیں ہو سکتے۔ خواہ ان میں سے کوئی دس ہزار روپیہ تنخواہ پانے والا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر یہ باتیں ہتک کا موجب نہیں۔ تو ان کے اختیار کرنے والوں کو کیوں اتنا ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ یورپ جو اس وقت موسیقی پرستی میں انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ وہاں بھی اس وقت تک یہی حال ہے۔ کہ

ناچنے اور گانے والی لڑکیاں

شرفاء کے ساتھ شادی نہیں کر سکتیں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی نوجوان ایسا کرے۔ تو تمام خاندان اس کا بائیکاٹ کر دیتا ہے۔ اگر یہ افعال اپنی ذات میں پسندیدہ ہوتے۔ تو میں نہیں سمجھتا۔ کہ ان کا ارتکاب کرنے والوں کو سوسائٹی میں کیوں عزت نہ تھی۔ اگر واقعی قوالی سے انسان کے اندر نیک خیال پیدا ہوتے ہیں۔ تو قوالوں کو اولیاء اللہ میں شامل ہونا چاہیئے تھا۔ مگر نہیں۔ انہیں میراثی ہی سمجھا جاتا ہے۔ ذرا اچھی قسم کا میراثی سہی لیکن میراثی میراثی ہی ہے۔ خواہ اعلےٰ قسم کا ہو۔ یا ادنےٰ قسم کا۔ بہر حال

ادنےٰ لوگوں میں

ہی سمجھا جاتا ہے۔ گزشتہ تیرہ سو سال میں ایسی متعدد مثالیں ملیں گی۔ کہ بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنی لڑکیاں بھوکے صوفیاء کو دے دیں گو مجھے کوئی ایسی مثال یاد نہیں۔ کہ کسی شریف انسان نے اپنی لڑکی دس ہزار ماہوار آمد رکھنے والے قوال کو دے دی ہو۔ ممکن ہے۔ ایسے

کمینہ خیالات

کا کوئی بادشاہ ہوا ہو لیکن جہاں تک میرا مطالعہ ہے۔ ایسا کسی نے نہیں کیا تیس روپیہ ماہوار آمد رکھنے والے صوفی کو تو لڑکی دے دی۔ مگر کسی نے آج تک کسی

بڑے سے بڑے قوال

کو یہ نہیں کہا۔ کہ جب تم گاتے ہو۔ تو لوگوں میں روحانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ مل جاتا ہے۔ تم بڑے بزرگ ہو میں تمہیں اپنی بیٹی پیش کرتا ہوں۔ کہ اسے خادمہ سمجھو۔ کیا وجہ ہے کہ

صوفیا والا مقام

قوالوں کو نہیں دیا جاتا۔ حالانکہ صوفی وہ ہوتا ہے۔ جو خود خدا رسیدہ ہو۔ مگر قوال کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ خدا تک پہنچاتا ہے۔ اگر

فطرت کے اندر

اس کا عیب مخفی نہیں۔ تو اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ کسی قوال کو کسی روحانی مقام پر نہیں سمجھا جاتا۔

میں اپنی بچیوں کے لئے جو استانیاں رکھتا ہوں۔ ان میں سے ایک معلوم نہیں کونسی تھی۔ مگر ایک دن ایک استانی ذکر رہی تھی۔ کہ ہمارے ہاں عام لڑکیاں ناچتی ہیں۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے یہ موقعہ ٹال کر دو تین روز بعد اس رنگ میں کہ وہ سمجھ جائے۔ اسے کہا آپ کی قوم میں ایک

بہت بڑا ظلم

ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ شرفاء ناچنے والی لڑکیوں سے شادیاں نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ پیشہ تو اچھا ہے۔ سب لڑکیاں ہی ناچتی ہیں۔ کسی نے اس کے عوض میں پیسے لے لئے کسی نے شوقیہ ایسا کر لیا۔ وہ کہنے لگی۔ ناچنے والیوں کو ذلیل ضرور سمجھا جاتا ہے۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ یہ یا تو آپ کی

سوسائٹی کا نقص

ہے۔ کہ ایک اچھے پیشہ کو بُرا سمجھتی ہے۔ یا آپ کے فیصلہ میں نقص ہے۔ کہ ایک بُرے کام کو اچھا قرار دیا جاتا ہے۔ تو

سوسائٹی کا متفقہ فیصلہ

ہے۔ کہ یہ پیشہ ذلیل ہے اور باوجود اس کی بہت بڑی تعریف کرنے کے بھی ان لوگوں سے جو اس پیشہ کو اختیار کرتے ہیں۔ شرفاء تعلقات کو پسند نہیں سمجھتے باقی رہا یہ امر کہ ایسی مثالیں بھی مل سکتی ہیں۔ کہ امراء نے ناچنے والیوں سے شادیاں کر لیں۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سوال عام ہے۔ مثالیں تو ہر بات کی مل جاتی ہیں۔

پس اگر یہ نظمیں

ڈھولک وغیرہ کے ساتھ

بھرائی گئی ہیں۔ تو جس نے کہا۔ کہ میں نے کوشش سے ایسا کرایا ہے میں اسے کہوں گا۔ کہ تو نے بڑی بے حیائی کی۔ اگر تو اپنی ماں بہن یا بیوی کو ڈھولک کے ساتھ گانے کے لئے تیار کرتا۔ اور اس کا گانا لوگوں کو سناتا۔ تو یہ اتنا معیوب نہ ہوتا۔ جتنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا مزامیر کے ساتھ گانا تیار کرنا۔ اور

جماعت کا فرض

ہے۔ کہ اس کے خلاف گورنمنٹ کے پاس سخت پروٹسٹ کرے۔ کہ ان ریکارڈوں کو ضبط کیا جائے۔ کیونکہ اگر یہ رستہ کھل گیا۔ تو کل کوئی تھیٹر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل کرنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔

عام ریکارڈوں میں

طبلہ وغیرہ سن لینا تو ایسا ہی ہے۔ جیسا کوئی پاخانہ میں چلا جاتا ہے۔ اب کوئی کہے۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر پاخانے میں لٹکا دی ہے۔ تو ہم اس کے خلاف سخت اظہار ناپسندیدگی کریں گے۔ یا نہیں۔ بعض چیزوں کی

غفلت کی حالت میں

اجازت ہو سکتی ہے۔ جیسے کھیل ہے۔ عام لوگوں کے لئے کھیلنے کی اجازت تو ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ خدا کا کوئی نبی کرکٹ یا فٹ بال کی الیون میں ملازم ہو گیا ہو کسی بات کا جائز ہونا اور بات ہے۔ مگر اس کا

مقام ادنےٰ ہونا

اور بات ہے۔ اللہ تعالےٰ کے کلام کو اعلےٰ مقام پر رکھنا

مومن کا فرض

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظموں کا ڈھولک وغیرہ سے گانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی قرآن شریف کو زمین پر رکھدے۔ بظاہر تو اس میں حرج معلوم نہیں ہوتا۔ مگر ایسا کرنے والے کے

دل پر زنگ

لگ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا کلام اس لئے ہوتا ہے۔ کہ اسے پڑھنے سے دلوں میں

خشیت الٰہی

پیدا ہو۔ مگر ڈھولک وغیرہ

طرب پیدا کرنے والی چیزیں

ہیں۔ جو خشیت کے منافی ہیں۔ ابن سیرین سے کسی نے بیان کیا۔ کہ فلاں شخص کو قرآن پڑھنے پر حال آجاتا ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ اس کو کسی پتلی دیوار پر بٹھا کر قرآن پڑھا جائے۔ پھر سارا قرآن پڑھنے پر بھی اگر اسے حال آجائے۔ تو کہنا۔ بعض لوگوں کی

جنون کی حالت

ہو جاتی ہے ایسے لوگ تو ممکن ہے۔ ایسی دیوار پر جا بیٹھیں۔ مگر ایسے لوگ پہلی صدیوں میں نہیں تھے۔ بعد میں ہوئے ہیں جنکو عادت ہو جائے انہیں خواہ مینار پر بٹھا دو۔ پھر بھی یہ حالت ہو جائے گی۔ مگر عام طور پر یہ حالت نہیں ہوتی۔ اس سے بہر حال یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ صحابہ کرام اور تابعین کا اس کے متعلق کیا خیال تھا۔ حالانکہ قرآن کریم کو عمدگی سے پڑھنے کا حکم ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ورتل القرآن ترتیلا۔ مگر

خوش الحانی

علیحدہ چیز ہے۔ اور راگ علیحدہ۔ راگ میں الفاظ کو مدنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ سُر اور تال کو دیکھا جاتا ہے۔ مگر خوش الحانی میں صرف آواز کا ہی خیال ہوتا ہے۔ الفاظ کو نہیں بگاڑا جاتا۔ اور ڈھولک تو بالکل ہی اور چیز ہے۔ اس کے سننے سے

اللہ تعالےٰ کا خوف

دل میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے مقصود دنیا کی لذت حاصل کرنا نہیں۔ آپ نے تو فرمایا ہے۔ کہ ہمارا شعر و شاعری سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض اس لئے ہے۔ کہ شاید کوئی اس ذریعہ سے حق کو پائے لیکن جب گراموفون یا ہارمونیم یا ڈھولک کے ساتھ اسے شروع کر دیا جائے۔ تو پھر یہ کلام

میراثیوں اور کنجریوں کے لئے

رہ جائے گا۔ شرفاء اس کا پڑھنا اور سننا پسند نہیں کرینگے پس اگر معمولی خوش الحانی سے یہ ریکارڈ بھرے گئے ہیں تو اجازت ہے۔ کہ جماعت کے وہ لوگ جنہیں وسعت ہو۔ بے شک خریدیں۔ لیکن اگر راگ یا ڈھولک وغیرہ۔ اور مزامیر ہیں۔ تو پھر صدر انجمن احمدیہ کو بھی چاہیئے کہ پروٹسٹ کرے اور اس کمپنی کے پاس بھی پروٹسٹ کرے۔ نہ صرف یہ کہ ان ریکارڈوں کو احمدی خریدیں نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف سخت پروٹسٹ کریں۔ کیونکہ ایسے رستے کھلنے سے بات کہیں کی کہیں پہونچ جائے گی۔ مجھے رپورٹ دینے والے نے لکھا ہے۔ کہ اس شخص کو جب کہا گیا۔ کہ مفتیوں نے

ریکارڈ سننے کے خلاف فتویٰ

دیا ہوا ہے۔ تو اس نے کہا کہ مفتیوں کا کیا ہے۔ وہ ان باتوں کو کیا جانیں۔ بے شک ان کا فتویٰ ابھی نامکمل ہے اور اس پر میں نے اپنا آخری فیصلہ نہیں دیا۔ لیکن ہر بے حیا کا کام نہیں۔ کہ

مفتیوں کے فتاویٰ پر تنقید

کرے۔ ڈاکٹر کے نسخہ پر ڈاکٹر ہی کسی رائے کا اظہار کرسکتا ہے ماہر فن کے کام پر ماہر فن کو ہی کسی اعتراض کا حق ہوسکتا ہے اگر ہر شخص ڈاکٹر کے نسخہ کو رد کرنے لگ جائے۔ تو دنیا میں موت ہی موت پھیل جائے۔ بے شک ڈاکٹروں سے علاج کرانے پر بھی لوگ مرتے ہیں۔ مگر پھر بھی اصل یہی ہے کہ جس کو

کسی معاملہ میں کمال

ہو۔ اس کی رائے کو وقعت دی جاتی ہے یہ نہیں کہ جو احمق اٹھے۔ اور اس کے جی میں جو آئے۔ بکتا جائے پس میں

امور عامہ کو ہدایت

کرتا ہوں۔ کہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اور اگر ثابت ہو۔ کہ یہ ریکارڈ ڈھولک اور مزامیر کے ساتھ بھرا گیا ہے۔ تو ایسے ذرائع اختیار کرے۔ کہ اس کا انسداد ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنی تصویر کھنچوائی۔ لیکن جب ایک کارڈ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس پر آپ کی تصویر تھی۔ تو آپ نے فرمایا اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اور

جماعت کو ہدایت

فرمائی۔ کہ کوئی شخص ایسے کارڈ نہ خریدے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ کسی نے ایسا کرنے کی جرأت نہ کی۔ حالانکہ کارڈ پر تصویر چھاپنا ایسی بے حرمتی نہیں۔ جیسی کہ ڈھولک سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں گانا۔ پس امور عامہ کو چاہیئے۔ کہ تحقیقات کرے اور جماعت کے متعلق نگرانی کی جائے۔ اگر کوئی ایسا ریکارڈ رکھے۔ تو مجھ سے پوچھے بغیر اس کا

فوراً بائیکاٹ

کردیا جائے۔ اور مجھے صرف اطلاع دے دی جائے۔ اور امور عامہ کو چاہیئے کہ

باہر کی جماعتوں کو

بھی لکھے۔ کہ اس کے خلاف پروٹسٹ کریں۔ کیونکہ یہ ایسی بے حرمتی ہے۔ جس کی ہم قطعاً اجازت نہیں دینگے کیا تبلیغ کے لئے اس کے سوا اب اور کوئی رستہ نہیں رہ گیا۔ بے شک اس طرح بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام دوسروں تک پہونچتا ہے۔ مگر سوچنا چاہیئے۔ کس ذریعہ سے جب ہم

چوہڑوں کے ہاتھ

میں جو پاخانہ اور نجاست سے آلودہ ہوں۔ قرآن دے کر دوسروں تک نہیں پہونچاتے۔ تو پھر ایک گندی اور گنہگار زبان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو دوسروں تک پہنچانا کس طرح گوارا کرسکتے ہیں۔ یہ تبلیغ نہیں بلکہ تذلیل ہے۔ یہ عزت نہیں بلکہ ہتک ہے۔ پس بیرونی جماعتوں کو بھی اطلاع دی جائے کہ وہ پروٹسٹ کریں۔ آگے یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ کوئی ایکشن لے یا نہ لے۔ مگر ہمارے لئے آئینی پروٹسٹ کا جو رستہ کھلا ہے۔ اس پر ضرور چلنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی ایسا ریکارڈ ہو۔ جس میں

صرف خوش الحانی

سے نظمیں بھری گئی ہوں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لاکھوں کی جماعت میں ہزاروں لوگوں کے پاس گراموفون ہونگے۔ اور ان میں سے جس کے پاس وقت ہو اور اس قدر وسعت ہو۔ کہ اس کا ایسے ریکارڈ خریدنا اسراف میں داخل نہ ہو۔ وہ ضرور خریدینگے۔ لیکن

گناہ سے ملوث

کرکے ذلیل طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو پیش کرنے کی ہم کبھی اجازت نہیں دے سکتے۔

کھلی چٹھی

بنام

مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

جناب مولوی صاحب! آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایک مضمون بعنوان "مرزا صاحب قادیانی کا مبلغ علم" اخبار اہلحدیث ۱۲ راگست ۳۲ء میں شائع کرایا جس کے جواب میں خاکسار نے ایک بسیط مضمون اخبار الفضل ۱۳ ر نومبر میں لکھا۔ چونکہ آپ کا مضمون تحدی آمیز تھا۔ اور خاکسار نے مفصل اور مدلل جواب کے علاوہ آپ کے چیلنج کو باطل کیا تھا۔ اس لئے بجا طور پر انتظار تھا۔ کہ آپ اس کا جواب لکھنے کی کوشش فرمائینگے۔ پھر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے میرے مضمون کے حصہ درباره لفظ توفی کا جواب دینے کی کوشش کرتے وقت (جس کی حقیقت اور مفصل جواب اخبار الفضل ۹ جولائی میں درج ہو چکی ہے) صاف تحریر کیا تھا کہ :-

"مولوی اللہ دتا صاحب نے مرزا صاحب کے جو کمالات علمیہ بتائے ہیں۔ ان کو ہم نے مولانا سیالکوٹی کے حوالہ کیا ہے"

نیز "عالمانہ طرز کو اصل محرر مولانا سیالکوٹی کے لئے چھوڑ دینگے وہ جس طرح چاہینگے لکھینگے"۔ (اہلحدیث ۲ دسمبر ۳۲ء)

اس وعدہ کے بعد کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ کہ میرے مضمون کا عالمانہ جواب آپ کے حوالہ کیا گیا تھا۔ اور آپ کو اس کا جواب لکھنا چاہیئے تھا۔ اندریں حالات آپ ہی سوچیں کہ میں نے کیا برا کیا جو چھ ماہ کے بعد ۲۵ ر جون ۳۳ء کے الفضل میں آپ کو دوبارہ توجہ دلائی اور اعلان کر دیا۔ کہ "مولوی صاحب جواب سے عاجز آگئے ہیں"۔

جناب مولوی صاحب! اس واقعہ کے بعد میں نے جب اہلحدیث ۷ر جولائی ۳۳ء میں آپ کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھے تو مجھے بہت تعجب ہوا۔ کہ :-

"میرا فرض نہیں ہے۔ کہ میں تلاش کرتا پھروں۔ کہ کس صاحب نے میرے متعلق کچھ لکھا ہے اور مجھ سے اس کا جواب طلب کیا ہے۔ اچھا اگر سابقاً کوتاہی ہوگئی ہے تو اڈیٹر صاحب الفضل اس کا تدارک اس طرح کرسکتے ہیں کہ وہ مہربانی کرکے الفضل ۱۳ ر نومبر ۱۹۳۲ء کا پرچہ ارسال کردیں۔ تاکہ میں اپنے دوست مولوی اللہ دتا صاحب کی شکایت دور کرسکوں"۔

مولوی صاحب! اس قدر اظہار استغناء نہ فرمائیے۔ بھلا یہ بھی کوئی معقول بات ہے۔ کہ آپ "اہلحدیث" میں ایک مضمون شائع کریں اور تمام جماعت احمدیہ کو جواب کیلئے چیلنج کریں۔ اور کسی کو وہ پرچہ نہ بھجوائیں۔ لیکن باایں ہمہ ان کا فرض قرار دیں کہ جواب دیں۔ لیکن اب بصورت تمام فرمادیں کہ میرا فرض نہیں کہ میں تلاش کرتا پھروں الخ۔ بھلا ہمیں کیا معلوم کہ آپ سلسلہ احمدیہ کے آرگن سے بھی ناواقف رہتے ہیں۔ اچھا جانے دیجئے صرف اتنا ہی فرما دیجئے کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کی مندرجہ بالا عبارت دعدہ کے بعد بھی آپ زیر عتاب نہیں آتے۔ اور آپ کا تغافل درست ثابت ہوسکتا ہے؟ تاہم میں جناب اڈیٹر صاحب الفضل سے عرض کرونگا۔ کہ وہ مطلوبہ پرچہ آپکو ضرور ارسال کردیں۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ آپ کیا جواب تحریر فرماتے ہیں؟ مولوی صاحب! آپ کو معلوم ہوگا کہ علمی مباحث میں غیر متعلق علماء یا متطفلین کا دخل دینا نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا۔ اسی بنا پر میرا خیال تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا درمیان میں آکودنا حالانکہ وہ علمی بحث کو پھر آپ کے ہی حوالہ کرنے پر مجبور ہوگئے تھے مناسب نہ تھا۔ اسی طرح اہلحدیث ۴ اگست میں ایک منشی محمد عبد اللہ صاحب معمار نامی نے آپ کی طرف سے مدافعت کرنی چاہی ہے۔ غالباً یہ سلسلہ جوابات آپ کی نظر سے گذر رہا ہوگا۔ میں ابھی معمار صاحب کی تحریب حق

گوشوارہ کارکردگی جماعت ہائے انصار اللہ

بابت ماہ جولائی

سکرٹریانِ تبلیغ کی کارگزاری بابت ماہ جولائی شائع کی جاتی ہے۔ تاکہ احباب کو اپنے کام کا اندازہ لگ سکے۔ اور دوسری جماعتوں سے مقابلہ کرکے فاستبقوا الخیرات کے ماتحت ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ باقی جماعتیں بھی باقاعدہ کام کرکے اپنی رپورٹ ماہواری مطبوعہ فارم پر بھیجتی رہیں گی۔ تاکہ تمام جماعتوں کا کام اکٹھا شائع کیا جاسکے۔ اس گوشوارہ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ بہت سی جماعتیں کام تو کرتی ہیں۔ مگر اپنے کام کی رپورٹ نہیں بھیجتیں۔ اس لئے ان کے کام کا پتہ نہیں لگتا۔ فارم رپورٹ دفتر سے منگوایا جاسکتا ہے۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ)

نمبر شمار	نام جماعت	تعداد انصار اللہ	تعداد حاضری انصار اللہ	جلسوں کی تعداد	تعداد مضمون نگاران	تعداد تبلیغی چٹھیات	تبلیغ کرنے والے انصار کی تعداد	مباحثہ یا علمی	تعداد از اشتہارات تبلیغ	نو مبایعین
۱	احمدی پور ضلع جہلم	۹	۹	۳	۷	۲	۳	×	متعدد	×
۲	کریام ضلع جالندھر	۱۷	۱۷	۲	۳	۳	۸	۱	۴۷	×
۳	جالندھر چھاؤنی	×	×	۳	×	×	×	۱	۱۵	×
۴	بھیرہ	۱۲	۱۲	۴	۳	۱	۱۲	×	۱۰	×
۵	دہلی	۱۳	۱۱	۲۰	۱۲	۱۷	×	۲	۸۲	×
۶	راولپنڈی	۲۵	۲۵	۴	۳	۲	۴۵	۳	۴۳	۴
۷	چک نمبر ۹	۷	۶	۲	۵	۶	۶	۲	۲۷	×
۸	سرگودہا شہر	۴	۳	۵	۳	۱	۳	×	متعدد	×
۹	چک ۹۹ شمالی	۹	۶	۲	×	۳	۷	۳	۱۱	۱
۱۰	مونگ ضلع گجرات	۶	۶	×	۳	۴	۴	۱	۴	×
۱۱	مزنگ لاہور	۱۳	۸	۲	۲	۱	بعض	×	۳۰	×
۱۲	رنگ پور	۱۱	۸	۱	۲	۸	۱۱	×	×	×
۱۳	لائل پور	۱۶	۹	۲	۱	۳	۹	۱	۱۳۴	۱
۱۴	سڑوعہ ضلع ہوشیارپور	۲۰	۱۶	۲	۱	۱	۱۶	۱	۴۰	×
۱۵	اجمیر ضلع ہوشیارپور	۴	۳	۱	۱	۲	۲	×	۴۶	×
۱۶	اہرانہ 〃	۹	۶	۱	۱	×	۶	×	۱۳	×
۱۷	میانی 〃	۱	×	×	×	۱	۱	×	۱	×
۱۸	سرائے نورنگ	۸	۶	۳	۲	۱۱	۳	×	۴۵	۱
۱۹	پٹیالہ شہر	۲	۲	×	۱	۳	۲	۱	۱۵	×
۲۰	سامانہ	۱۷	۹	۳	۱	۱۱	۷	×	۱۰۰۰	×
۲۱	سنور	۱۲	۱۲	۴	×	×	×	۴	۳	×
۲۲	نابھہ شہر	۹	۷	۱	۲	۱	۷	×	۶	×
۲۳	سنگرور	۷	۶	۳	۱	×	۶	۱	×	×
۲۴	پنڈی بھٹیاں	×	×	×	×	۲	×	×	۱۳۱	×
	کل میزان	۲۴۳	۱۴۷	۶۷	۵۸	۸۲	۱۵۸	۲۱	۱۷۴۶	۹

نظارتوں کے اعلانات

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدہ داران ۳۰ اپریل ۳۴ء تک منظور کئے جاتے ہیں:۔

شیخ پور ضلع گجرات

پریذیڈنٹ :۔ میاں میراں بخش صاحب

سکرٹری تبلیغ :۔ منشی نادر علی صاحب

سکرٹری مال :۔ چوہدری محمد خان صاحب

محاسب :۔ منشی میراں بخش صاحب دوکاندار

گھنو کے ججہ وکوٹ آغا ضلع سیالکوٹ

سکرٹری مال :۔ چوہدری رحیم بخش صاحب

محاسب :۔ چوہدری محمد شریف صاحب

کلر کہار ضلع جہلم

پریذیڈنٹ :۔ مستری سلطان بخش صاحب

سکرٹری :۔ ملک چوہدری خان صاحب

نابھہ (ریاست)

جنرل سکرٹری :۔ شیخ حبیب اللہ صاحب وکیل

سکرٹری تبلیغ :۔ منشی عبد القادر صاحب

سکرٹری مال :۔ شیخ رحمت اللہ صاحب

امین :۔ شیخ قدرت اللہ صاحب

قصور ضلع لاہور

پریذیڈنٹ :۔ لفٹیننٹ چوہدری عبداللہ خان صاحب اگزکٹو آفیسر

جنرل سکرٹری و سکرٹری تبلیغ :۔ مرزا سلطان احمد بیگ صاحب

اسسٹنٹ جنرل سکرٹری :۔ سید بہادر علی شاہ صاحب

امین و محاسب :۔ مرزا محمد صدیق بیگ صاحب سینٹری انسپکٹر

بمبئی

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ بمبئی چونکہ وہاں سے چلے گئے ہیں۔ اس لئے جماعت کے انتخاب پر خواجہ محمد شریف صاحب کو جنرل سکرٹری منظور کیا جاتا ہے:۔ (ناظر اعلےٰ ۱۰ ستمبر)

بھاگو ارائیں میں جلسہ

سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں جو جلسہ ۲۲، ۲۳ ستمبر کو مقرر کیا گیا تھا۔ وہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اب بھاگو ارائیں تحصیل سلطان پور میں ۲۵ - ۲۶ ستمبر کو جلسہ ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ)

ملٹری کالج ڈیرہ دون میں داخلہ

(۱) پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں چند اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں ؛

(۲) اس کالج میں ان ہندوستانی اور اینگلو انڈین نوجوانوں کو جو بعد ازاں انڈین ملٹری اکاڈمی ڈیرہ دون یا رائل ایر فورس کالج کرنیول انگلستان میں ہندوستانی فوج یا ائر فورس میں کمیشن حاصل کرنے کی غرض سے داخل ہونے کے خواہشمند ہوں۔ انگریزی طریق پر پبلک سکول کے معیار کی تعلیم دی جائے گی۔ یہ کالج ان کے لئے جو فوجی ملازمت کو عمر بھر کے لئے اپنا پیشہ بنانا چاہتے ہوں۔ اور امیدواروں کے والدین یا سرپرستوں سے اسی مضمون کا ایک تحریری اقرار نامہ لیا جائے گا۔ لیکن کالج میں تعلیمی نصاب اس قسم کا ہوگا۔ کہ اگر لڑکا صیغہ فوج یا ایر فورس کے داخلہ کے امتحان میں فیل ہو جائے۔ تو وہ کسی یونیورسٹی میں داخل ہو سکیگا۔ اور یہ خیال کیا جائے گا۔ کہ اس نے کسی معمولی سکول میں تعلیم حاصل کی ہے اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ خود کالج کا ایک خاص سکول لیونگ سارٹیفکیٹ ہے۔ یہ آر۔ آئی۔ ایم۔ سی کا ڈپلومہ ہے۔ جو یونیورسٹیوں میں داخل ہونے کے لئے اسی طریق پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ ڈپلومہ جو چیفس کالجوں کے آخری امتحان پاس کرنے پر کامیاب طلباء کو دیا جاتا ہے۔

(۳) ان اسامیوں کے لئے امیدواروں کی عمر ۲۰ جنوری ۱۹۳۴ء کو ۱۱ اور ۱۲ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔

(۴) ان امیدواروں کو کسی مستند ڈاکٹر (میڈیکل پریکٹیشنر) سے اس مضمون کا سارٹیفکیٹ حاصل کرنا ہوگا۔ کہ وہ ہر اعتبار سے جسمانی طور پر داخلہ کے لائق ہیں

(۵) جن طلباء کو داخل کیا جائے گا۔ ان کی ہر تعلیمی سال کی فیس پندرہ سو روپیہ ہوگی۔ یہ فیس رعایتی شرح پر ہے۔ اگر آئندہ حالات کا تقاضا ہوا۔ تو اس میں ایزادی کی جا سکتی ہے۔ تاہم کوئی ایسی ایزادی جو آئندہ عمل میں لائی جائے گی۔ صرف نئے داخلہ پر عائد ہوگی۔ اس فیس میں پڑھائی۔ طعام۔ سکول کے ملازموں کی تنخواہ اور معمولی قسم کی طبی خدمات کا خرچ شامل ہے۔ نیز اسی میں فوجی وردی کے ایک سٹ کا ابتدائی خرچ شامل ہے۔ جو طلباء کے لئے کالج میں پہننا ضروری ہے۔ ایک سالم ٹرم (میعاد) کی فیس وصول کی جائے گی۔ تاوقتیکہ والدین یا سرپرست کالج کے حکام کو امیدوار کا نام واپس لینے کے متعلق سالم ٹرم کا نوٹس نہ دیں ؛

ایک سٹینڈنگ ایڈوائزری بورڈ ان طلباء سے ملاقات کریگا اور ان کے حالات اور تعلیم وغیرہ کا معائنہ کریگا۔ تاکہ ان کے فوج ایر فورس یا رائل انڈین میرین میں ملازمت کے قابل ثابت ہونے کے متعلق رائے دی جائے۔ کسی ایسے امیدوار کی صورت میں جو مندرجہ بالا کسی ملازمت کے ناقابل ثابت ہوگا۔ کالج کا پرنسپل ایڈوائزری بورڈ کے فیصلہ سے اور ان وجوہات سے جن سے اس نتیجہ پر پہنچا گیا ہو طلباء کے والدین یا سرپرست کو اطلاع دے گا عام طور پر ایسا طالب علم اس ٹرم کے اخیر پر کالج چھوڑ دیگا لیکن یہ امر والدین یا سرپرستوں کی مرضی پر ہوگا۔ کہ وہ طالب علم کو اسی عرصہ تک کالج میں رکھیں۔ کہ اسے آر۔ آئی۔ ایم۔ سی کا ڈپلومہ حاصل کرنے کا۔ ایک اور موقعہ مل جائے۔ اس امر کے متعلق کہ طالب علم کس وقت ڈپلومہ حاصل کرے۔ کالج کے پرنسپل کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ ڈپلومہ کے امتحان میں شامل ہونے کے بعد بھی طالب علم کے والدین اسے کالج میں رکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اٹھارہ سو روپیہ سالانہ دینا منظور کریں۔ یہ رقم اس وقت سے واجب الادا ہوگی۔ جب سے لڑکا امتحان کے بعد کالج میں دوبارہ داخل ہو۔

(۶) ضروری ہے۔ کہ جملہ درخواستیں اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے جس میں امیدوار عام طور پر اقامت رکھتا ہو پیش کی جائیں۔ ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کا صحیح فارم اور داخلہ کے متعلق مزید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

(۷) موجودہ اسامیوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر ڈویژن کی معرفت تمام درخواستیں صاحب پرائیویٹ سکرٹری ہز ایکسی لنسی جناب گورنر پنجاب کے دفتر میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء تک پہنچ جائیں۔ اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ درخواستوں کے ساتھ مندرجہ ذیل تفصیلات شامل ہونی چاہئیں

(الف) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں۔ اس مضمون کا کہ میں فوجی ملازمت کو درخواست کنندہ کا مستقل پیشہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

(ب) عمر کا ثبوت

(ج) جسمانی قابلیت کے متعلق طبی سرٹیفکیٹ

(د) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ میں مقررہ فیس دینے کے قابل اور متفرق اخراجات برداشت کرنے کے تیار ہوں۔

(ھ) ایک تحریری اقرار نامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا۔ کہ میرا لڑکا یا وارڈ غیر شادی شدہ ہے۔ اور جب تک وہ کالج میں رہے گا۔ اور جب تک انڈین ملٹری اکاڈمی ڈیرہ دون یا رائل ایر فورس کالج کرنیول انگلستان میں تعلیمی نصاب ختم کرے گا شادی نہیں کرے گا۔ (۸) تمام درخواست کنندگان سے ہز ایکسی لنسی جناب گورنر بہادر اور ایک مجلس انتخاب بروز منگل مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۳ء کو گورنمنٹ ہوس لاہور میں ملاقات کریں گے (ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

وزیر آباد میں تبلیغ احمدیت

غیر احمدی مناظر احمدی ہوگیا

وزیر آباد ۱۵ ستمبر۔ آخیر ماہ اگست میں مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل اپنے دورہ پر وزیر آباد تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ وزیر آباد کی طرف سے ان کی تقریروں کے لئے انتظام کیا گیا۔ پہلی تقریر وفات مسیح اور دوسری ختم نبوت پر ہوئی۔ شریف طبقہ تقاریر سننے کے لئے مضطرب تھا۔ مگر تاریکی کے فرزندوں کی کسی جگہ بھی کمی نہیں۔ وہ کب پسند کر سکتے تھے۔ کہ سعید روحیں احمدیت کے پانی سے پیاس بجھائیں۔ اس لئے وہ ایک شخص مولوی محمد عالم کو ہمراہ لے کر ہر تقریر میں شور ڈالنے کی کوشش کرتے۔ اور بار بار مناظرہ کا چیلنج دیتے مگر جماعت احمدیہ کی طرف سے آمادگی کا اظہار دیکھ کر شور مچا کر بدامنی پھیلانا شروع کر دیتے۔ نفس مضمون کے متعلق سوال و جواب کی عام اجازت تھی۔ مگر آج کوئی عقلمند جماعت احمدیہ کے دلائل کو سن کر ان مضامین کے متعلق سوال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آخر کار غیر احمدیوں کو اجازت دی گئی۔ کہ احمدیت کے متعلق جو اعتراض بھی ان کے دل میں ہو پیش کریں۔ اس پر پہلے ایک شیخ صاحب نے اور پھر مولوی محمد عالم صاحب نے لال حسین کی کتاب ترک مرزائیت ہاتھ میں لے کر چند اعتراضات کئے۔ جن کے مسکت جواب دیئے گئے جماعت احمدیہ کے دلائل اور اخلاق کا شریف طبائع پر بہت اچھا اثر ہوا۔ احمدیت کے عقائد کو مدلل پا کر غیر احمدیوں کا اپنا مناظر مولوی محمد عالم احمدیت کی تصدیق کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوگیا۔ اور ان کی مسجد چھوڑ کر مسجد احمدیہ وزیر آباد میں آ گیا۔ پہلے اس کی ہر بات کی تائید کی جاتی تھی۔ مگر اب محض احمدیت قبول کر لینے کی وجہ سے اس پر طرح طرح کے الزام لگائے جا رہے ہیں ؛

(نامہ نگار۔ وزیر آباد)

پشاور میں تبلیغ احمدیت

پشاور ۱۹ ستمبر۔ ۹ ستمبر بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ختم نبوت کی حقیقت کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں ختم نبوت کا جو مفہوم غیر احمدی صاحبان کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس پر محققانہ تنقید فرمائی۔ اور واقعات کی روشنی میں اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا خاتمہ کرنے والا قرار دینا آپ کی بلند شان کے ساتھ ایک قسم کی تضحیک ہے۔ آپ کا طرز استدلال عام فہم تھا۔ حاضرین میں غیر مبایعین۔ اہلحدیث و دیگر معززز اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کے علاوہ دو ہندو م نوجوان بھی تھے۔ تقریر دلچسپی اور خاموشی کیساتھ سنی گئی۔ اگلے ہفتہ بھی انشاء اللہ اسی موضوع پر تقریر ہوگی۔ ۱۰ ستمبر بعد نماز مغرب مولوی غلام رسول صاحب نے اجتماع انصار اللہ میں طریق تبلیغ کے موضوع پر تقریر فرمائی ؛ (نامہ نگار از پشاور)

آپ خواہ خانگی ضرورت میں لادیں خواہ فروخت کرکے کافی فائدہ اُٹھادیں۔ ان گانٹھوں سے آپکو ہر صورت فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اگر آپ اچھا منافع پیدا کرنا چاہتے ہیں توان گانٹھوں کو منگوا کر کام میں لادیں۔ نوٹ:۔ آرڈر کے ہمراہ ¼ قیمت پیشگی آنی بالکل ضروری ہے، کل قیمت پیشگی آنے پر رجسٹری، مزدوری، پیکنگ خرچ معاف ہوگا۔ اسقدر چھوٹی گانٹھیں اسی سبب سے تیار کی گئی ہیں کہ ہر شخص منگوا کر یکساں مفید ہو سکے۔

پرائیویٹ تجارت انہی گانٹھوں سے ہو سکتی ہے، ہماری مائیں بہنیں اپنے گھروں میں فروخت کرکے کافی فائدہ حاصل کر سکتی ہیں اور کم سرمایہ یا کم آمدنی والے جنٹلمین بھی اپنے متعلقہ اشخاص میں فروخت کرکے خاطر خواہ معقول فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

1/W کمس گانٹھ وزن دس پونڈ۔ اس گانٹھ میں لیڈی سلکی سوٹنگ کلاتھ، پاپلین، چھینٹ، خلفر، وائل پرنٹیڈ اینڈ پلین، گرم سوٹنگ کلاتھ کے علاوہ بھی کٹ پیس ہوگا ٹکڑے تمام بڑے یعنی ایک گز سے 8 گز تک۔ اس گانٹھ میں ایک سوٹ کا وولن سوٹنگ کلاتھ ضروری ہوگا۔ قیمت فی گانٹھ دس پونڈ مبلغ ...... -/-/25

2/W کمس گانٹھ وزن 20 پونڈ۔ اس گانٹھ میں وولن یعنی گرم سوٹنگ کلاتھ لیڈی سلکی سوٹنگ کلاتھ پاپلین، خلفر، چھینٹ جارجٹ، اکولین وائل وغیرہ کٹ پیس ہوگا۔ ٹکڑے تمام بڑے دو گز سے 9 گز تک قیمت فی گانٹھ مبلغ پچاس روپیہ ...... -/-/50

اس گانٹھ میں دو سوٹ کا گرم کپڑا ہوگا، اس کے علاوہ بھی اور کٹ پیس ہوگا۔

3/C.C. کمس گانٹھ وزن پندرہ پونڈ۔ اس گانٹھ میں تمام قسم کا زنانہ مردانہ یعنی پاپلین، خلفر، جارجٹ چھینٹ، لٹھ، وائل وغیرہ ہوگا۔ ٹکڑا ½1 گز سے 8 گز تک کا ہوگا، فائدہ مند چیز ہے۔ قیمت مبلغ پچیس روپیہ .... -/-/25

4/C.C. کمس گانٹھ وزن 20 پونڈ۔ اس گانٹھ میں مال مطابق 3/C.C. کے ہوگا مگر ٹکڑا ½ گز سے 2 گز تک۔ مال بالکل صاف ہوگا۔ قیمت تیس روپیہ گانٹھ مبلغ -/-/30

نوٹ ضروری:۔ ان گانٹھوں کے علاوہ تمام قسم کا کٹ پیس گرم ٹھنڈا ریشمی تھوک نرخوں پر آپکو ہمارے ہاں سے مل سکتا ہے۔

نوٹ ضروری:۔ کسی بھی گانٹھ کی کٹ پیس کا نمونہ ہرگز روانہ نہیں ہوگا۔ اس میں کوئی ایک قسم کا کٹ پیس نہیں ہوتا کبھی یکساں نہیں کسی میں کیسا کسی میں کیسا۔ ہاں جو مال ناپسند ہو وہ خوشی سے واپس کر سکتے ہیں۔ سیکنڈ ہینڈ کوٹوں کی سرحد گانٹھیں اور فٹ کردہ کوٹوں کی لسٹ طلب کریں۔

مینیجر دی فٹ کوٹ ہول سیل کٹ پیس مرچنٹس کمپنی۔ رنچھوڑ لائین۔ کراچی شہر (سندھ)

اطمینان کی بات

اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ اگر مال پسند نہ ہو۔ تو فوراً واپس کردیں

لنگی ریشمی مشہدی اصلی ایرانہ چار روپیہ ۴/-۔ لنگی سلکی مشہدی سوا روپیہ ۱/۴۔ صافہ ایرانہ اصلی ریشمی چار روپیہ ۴/- صافہ سلکی ڈیڑھ روپیہ ۱/۸۔ لنگی سوتی چینی یا ماشی بڑھیا ۱۲/-۔ ریشمی بنیان مردانہ ایک روپیہ ۱/-۔ گلوبند مفلر ریشمی ۱۲/-۔ کلاہ سلمہ ستارہ والا مخملی ۱/۸۔ جائے نماز پھولدار ۱۲/-۔ تولیہ بستر نما پھولدار ڈھائی روپیہ ۲/۸۔ زنانہ ریشمی ساڑھی پھولدار ۵ گز لمبی تین روپیہ ۳/-۔ زنانہ ریشمی دوپٹہ پھولدار پورا ناپ ڈھائی روپیہ ۲/۸۔ زنانہ ریشمی بنیان پھولدار ۱۲/-۔ زنانہ ریشمی چوٹی زرین ایک روپیہ ۱/-۔ ربڑ کی انگیا عورتوں کے لئے درجہ خاص ۱۲/-۔ درجہ اول ۸/-۔

ملنے کا پتہ:۔ **شیخ عبدالرحمن اینڈ سنز سوداگران۔ لنگی پٹکہ لودھیانہ**

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

سُرمہ نُور (رجسٹرڈ)

جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے
قیمت فی تولہ دو روپیہ۔ چھ ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ **شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب**

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرۂ آفاق استاد مسٹر جی ایم۔ مہتہ۔ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ٹی۔ ایس۔ ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم (ریبرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا ہے۔ اسکیٹس و نمونہ سبق مفت

مینیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ پنجاب

انٹرنس اور ایف اے پاس یا فیل نوجوانوں کی جو تیس روپے سے ڈھائی سو روپے تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ قواعد ۲ کا ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔

پنجاب انجنیرنگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں 9 ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے ایں ڈی ڈھلن صاحب اے آر سین آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرور تمند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت جملہ تمام پانچ روپیہ (صہ) احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی قیمتی تصادیق موجود ہیں۔

المشتہر:۔ **ایم نواب الدین مینیجر محبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور**

خریداران الفضل جن کو وی پی ہوگی

اس فہرست میں اپنا نام دیکھ لیجئے۔ اگر ہے تو بذریعہ منی آرڈر یا دستی چندہ الفضل بھجوادیں۔ ورنہ پانچ اکتوبر کو وی پی ہونگے۔ (مینجر)

نمبر خریداری — نام

1 میاں غلام حسین صاحب
34 مرزا برکت علی صاحب
57 سید صادق حسین صاحب
91 شیخ عبدالحمید صاحب
124 حکیم محمد قاسم صاحب
130 میاں محمد یوسف صاحب
132 مولوی محمد عبداللہ صاحب
286 مولوی غلام علی صاحب
294 ای کویا کٹی
265 منشی حامد حسین صاحب
387 شیخ قدرت اللہ صاحب
184 غلام جبار صاحب
464 مرزا حسین بیگ صاحب
581 بابو عبدالغنی صاحب
754 جناب سخاوت علی صاحب
838 چوہدری محمد اللہ داد خانصاحب
870 مولوی نیاز محمد صاحب
873 مستری مہر اللہ صاحب
930 مولوی غلام رسول صاحب
979 میاں خوشی محمد صاحب
1176 منشی معراج الدین صاحب
1412 منشی طفیل محمد صاحب
1504 ایم احمد صاحب
1626 عطاء اللہ صاحب
1705 ڈاکٹر گوہر الدین صاحب
1793 شیخ کریم اللہ صاحب
1911 میاں جان محمد صاحب
1921 چوہدری سر صاحب علی صاحب
2012 حافظ عبدالجلیل صاحب
2172 کریم داد خان صاحب
2329 بابو فقیر اللہ صاحب
2376 محمد عبدالرشید خانصاحب
2479 غلام قادر صاحب
2535 حکیم ابوطاہر محمد صاحب
2717 میاں غلام نبی صاحب
2854 قاضی محمد حنیف صاحب
3515 محمد شفیع صاحب
3653 جناب محمد علی صاحب
3708 ناصر الدین صاحب
3753 سبحان خان صاحب
3897 مستری عطاء الرحمن صاحب
4279 محمد شفیع صاحب
4284 منشی عطاء محمد صاحب
4331 عزیزم سوبر خان صاحب
4493 عبدالقادر صاحب
4504 محمد حنیف صاحب
4418 محمد حسین صاحب
4634 غلام محمد صاحب اختر
4986 چوہدری خان محمد صاحب
5191 شیر محمد صاحب
5196 سید اتقر احمد صاحب
5233 محبوب عالم صاحب
5277 بابو اعجاز حسین صاحب
5357 مرزا محمد صدیق صاحب
5468 ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب
5739 سید ناظر حسین صاحب
5896 سید عبدالجبار شاہ صاحب
6120 گلزار احمد صاحب
6160 بابو جلال الدین صاحب
6367 اللہ دیو صاحب
6387 محمد اسماعیل صاحب
6394 مرزا مبارک بیگ صاحب
6436 بابو احمد جان صاحب
6512 منشی غلام محمد صاحب
6679 چوہدری محمد حسین صاحب
6828 ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
6903 عبدالحلیم صاحب
6968 محمد اسمٰعیل صاحب
7041 مرزا شریف احمد صاحب
7078 عبدالسلام صاحب
7137 فضل بھائی کرم علی صاحب
7214 محمد عبدالسمیع صاحب
7233 نور احمد خان صاحب
7345 حکیم غلام حسین صاحب
7374 چوہدری شاہ محمد صاحب
7523 عبدالرحیم صاحب
7546 منشی محمد یعقوب صاحب
7553 محمد حنیف صاحب
7588 حکیم محمد اکرم صاحب
7721 چوہدری عبدالرحیم صاحب
7726 فیض احمد صاحب
7755 خواجہ عبدالغفار و عبدالغنی صاحب
7797 میاں محمد بخش صاحب
7822 محمد الدین صاحب
7832 برکت علی صاحب
7854 امیر الدین صاحب
7858 ملک گل محمد صاحب
7859 مولا بخش صاحب
7980 شیخ محمد عبداللہ صاحب
8000 ارشاد علی صاحب
8001 صغیر احمد صاحب
8006 حاجی علی محمد صاحب
8140 محمد الدین صاحب
8145 منیر خان صاحب
8234 محمد عبداللہ صاحب
8263 محمد عبداللہ صاحب
8313 مستری محمد صادق صاحب
8314 قاضی محمد اسلم صاحب
8368 محمد شفیع صاحب
8390 ڈاکٹر عبدالرشید صاحب
8409 حکیم سید محمد حسین صاحب
8417 منشی غلام نبی صاحب
8422 شیخ منظور علی صاحب
8429 سکرٹری صاحب آئیا سنور
8472 ملک کرم الٰہی صاحب
8476 ڈاکٹر فضل کریم صاحب
8490 کرم الدین صاحب
8515 چوہدری محمد بخش صاحب
8533 حکیم فضل حسین صاحب
8552 حوالدار میجر علی محمد صاحب
8631 مرزا محمد علی بیگ صاحب
8641 احمد الدین صاحب
8646 بابو ممتاز علی صاحب
8674 سید محمود شاہ صاحب
8715 لائبریری اسلامیہ کالج
8721 چوہدری بیرم خان صاحب
8755 چوہدری کریم بخش صاحب
8797 امام الدین صاحب
8821 دی لائبریری اسلامیہ ہائی سکول نوشہرہ
8834 میاں امام الدین صاحب
8911 بابو عبدالواحد صاحب
8975 انڈین موٹر سٹور
8979 فتح محمد صاحب
8996 سید محبوب عالم صاحب
8998 شیخ فضل کریم صاحب
9015 ڈاکٹر شیخ سردار علی صاحب
9027 ہز ہائی نس
9034 ملک مولا بخش صاحب
9059 میاں محمد سلطان صاحب
9060 محمد ابراہیم صاحب
9081 شیخ محمد علی صاحب
9104 عنایت اللہ صاحب
9127 محمد علی انور صاحب
9136 محمد سعید صاحب
9143 رانا فیض محمد صاحب
9149 بابو محمد عثمان صاحب
9155 سید حبیب الرحمن صاحب
9192 حاجی بلاول صاحب
9211 جمال الدین صاحب
9245 ملک فضل کریم صاحب
9226 مہتمم صاحب لائبریری
9286 سید محمد حسین صاحب
9287 غلام احمد صاحب
9288 سید محمد مسعود صاحب
9302 محمد شفیع صاحب
9310 شیخ احمد صاحب
9311 محمد عالم صاحب
9323 شیخ محمد اسمٰعیل ابراہیم صاحب
9340 محمد شاہ نصیر صاحب
9346 محمد عبداللہ صاحب
9391 ماسٹر غلام محمد صاحب
9400 اے ایف خان صاحب
9446 شیخ عبدالغنی صاحب
9447 محکم الدین صاحب
9475 محمدی بیگم صاحبہ
9480 ملک عزیز احمد صاحب
9494 بابو عبداللہ جان صاحب
9497 شیخ عطاء محمد صاحب
9498 عمر علی خان صاحب
9500 چوہدری محمد حسین صاحب
9502 چوہدری عبداللہ خانصاحب
9503 احمد خان صاحب
9508 مستری محمد حسین صاحب
9512 چوہدری امیر علی صاحب
9520 ڈاکٹر محمد جمیل صاحب
9530 غلام رسول صاحب
9570 منشی حسن محمد صاحب
9589 ملک صفدر علی خانصاحب
9593 مولوی محمد فضل صاحب
9601 شیخ اقبال الدین صاحب
9610 میاں برکت اللہ صاحب
9612 فیروز الدین صاحب
9623 غلام محمد صاحب
9628 منشی محمد ابراہیم صاحب
9652 فیروز الدین صاحب
9656 میاں احزاب گل صاحب
9662 مولوی محمد حسین صاحب
9682 سید محمد شاہ صاحب
9714 منشی خدا بخش صاحب
9719 محمد نصیر خان صاحب
9726 منشی نور محمد صاحب
9729 گلاب الدین صاحب
9730 عبدالکریم صاحب
9731 تارا چند صاحب
9735 شیخ فضل حق صاحب
9739 عزیز الدین احمد صاحب
9740 غلام قادر خان صاحب
9742 فقیر اللہ صاحب
9745 محمد اسمٰعیل صاحب
9746 حفیظ اللہ صاحب
9748 چوہدری محمد حیات صاحب
9765 ڈاکٹر بشیر احمد صاحب
9767 دی آنریری سکرٹری
9769 چوہدری محمد نذیر خانصاحب
9784 شہاب الدین صاحب
9787 بابو عبدالرحمن صاحب
9789 چوہدری ابراہیم صاحب
9790 بابو محمد انور صاحب
9801 محمد عزیز اللہ خانصاحب
9807 منشی محمد اسمٰعیل صاحب
9810 غلام یٰسین صاحب
9829 بابو محمد علی صاحب
9833 مولوی اختر علی صاحب
9843 ہز ہائی نس
9847 حکیم محمد عبداللہ صاحب
9856 رشید محمد خان صاحب
9865 محمد سعید صاحب
9869 چوہدری غلام علی صاحب
9870 عبدالرحیم خان صاحب
9875 مولوی احمد محی الدین صاحب
9882 صوفی علی محمد صاحب
9883 سید سمیع اللہ شاہ صاحب
9884 مستری رحیم بخش صاحب
9886 اے ایس میاں صاحب
9887 چوہدری فضل احمد صاحب
9889 خان محمد اشرف صاحب
9891 محمد عباد اللہ صاحب
9892 محمد بخش صاحب

9897 ماسٹر امیر عالم صاحب۔ 9899 اظہر علی صاحب۔ 9901 مرزا سعید احمد صاحب 9902 شیخ قمر الدین صاحب 9927 سید عبدالحبیب صاحب 9938 لعل محمد صاحب 9945 محمد حنیف صاحب۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ج بل ۱۶ ستمبر کو اسمبلی نے دوبارہ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ سر فضل حسین نے بتایا کہ بل کو دوبارہ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی ہے کہ بل کے ماتحت چند ایسے کیس آ گئے ہیں جنہیں چھوڑا جا سکتا ہے اور چند ایسے کیس ہیں جنہیں بل کے ماتحت لانے کی ضرورت ہے۔ آپ نے ہاؤس کو یقین دلایا کہ اس الزام میں کوئی صداقت نہیں کہ گورنمنٹ حاجیوں کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتی ہے۔

ڈچ گورنمنٹ نے ایک نیا قانون بنایا ہے جس کے ماتحت ڈچ یونیورسٹیوں میں غیر ملکی طلبار داخل نہیں کئے جائینگے۔ اس قانون کا مقصد یہ ہے کہ غیر ملکی طلبا کی کثرت کی وجہ سے ڈچ طلبار داخلہ سے محروم نہ رہ جائیں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے محکمہ انتظامیہ نے اعلان کیا ہے کہ یکم دسمبر ۳۳ء سے تیسرے درجہ کے کرایہ میں مندرجہ ذیل تخفیف کی جائے گی۔

(۱) پہلے پچاس میل تک $\frac{1}{2}$ ۳ پائی کی بجائے ۳ پائی فی میل۔

(۲) ۵۰ سے لے کر ۳۰۰ میل تک ۳ پائی کی بجائے $\frac{3}{4}$ ۲ پائی فی میل

(۳) ۳۰۰ سے اوپر فی میل $\frac{1}{2}$ ۲ پائی

یہ تخفیف صرف آزمائش کے طور پر کی گئی ہے اگر نتائج تسلی بخش ثابت نہ ہوئے تو رعایت منسوخ کر دی جائے گی۔

مدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر برج کے قتل کے سلسلہ میں ۱۶ ستمبر کو ۳۲ اشخاص عدالت میں پیش کئے گئے۔ عدالت نے چھ ملزموں کو رہا کر دیا اور باقیوں کے لئے پولیس نے ۶ اکتوبر تک ریمانڈ حاصل کر لیا۔

کلکتہ کے مشہور لبرل لیڈر سر آر۔ این مکرجی کو چند دن ہوئے انقلاب پسندوں کی طرف سے ایک دھمکی آمیز چٹھی موصول ہوئی۔ کہ ہفتہ کی صبح کو اتنا روپیہ ادا کر دو۔ ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ انہوں نے چٹھی پولیس کے حوالے کر دی جس نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ چٹھی میں دئے گئے پتہ پر انقلاب پسندوں کو لکھیں کہ وہ فلاں وقت ان کے مکان پر آ کر روپیہ لے جا سکتے ہیں انہوں نے چٹھی لکھدی۔ ۱۶ ستمبر کی اطلاع ہے کہ وقت مقررہ پر ایک بنگالی نوجوان ان کے مکان پر آ پہنچا جسے پولیس نے جو وہاں موجود تھی گرفتار کر لیا۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۷ ستمبر کو بمبئی میں ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کی اس وقت کوئی ضرورت نہیں۔ کانگرسیوں کی اکثریت موجودہ پروگرام پر کاربند رہنا چاہتی ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ ذاتی طور پر مجھے گفتگوئے مصالحت کا کوئی علم نہیں اور نہ میری رائے میں مستقبل قریب میں کسی ایسی گفتگو کی توقع ہے۔ ہندوستانی مسئلہ کا حل یہی ہے کہ اسے اقتصادی اعتبار سے مضبوط و مستحکم بنایا جائے۔ اگر کوئی ایسا دستور نہیں بنایا جاتا۔ جس سے اقتصادی بدحالی دور ہو سکے تو گفتگوئے مصالحت بھی محال ہے۔

دریائے ہگلی پر ہوڑہ کے قریب پرانے پل کی جگہ ایک نئے پل کی تعمیر ہونے والی ہے۔ جس کے خرچ کا اندازہ پچیس لاکھ روپیہ ہے۔

حکومت پنجاب کے چیف سکرٹری مسٹر سی۔ سی گاربٹ ۵ اکتوبر سے ۲ ماہ کی رخصت پر جانے والے ہیں۔ مسٹر ٹکل ان کی جگہ کام کرینگے۔

شملہ سے ۱۷ ستمبر کی اطلاع ہے کہ ریاست ہائے پنجاب کی کانفرنس منعقدہ شملہ نے حال میں فیصلہ کیا ہے کہ اگر والیان ریاست ہائے ہند کے پیش کردہ تحفظات کو معقول طور پر ملک معظم کی حکومت نے قبول کر لیا تو پنجاب کی ریاستیں بھی فیڈریشن میں شامل ہو جائینگی۔ نیز حکومت نے نشستوں کی تقسیم کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے وہ ریاستہائے پنجاب کی کانفرنس کو منظور ہے

ریاست الور میں وزیر اعظم نے اصلاحات کا نفاذ کرتے ہوئے مذہبی مدارس سے جملہ پابندیاں دور کر دی ہیں محکمہ تعلیم کو خاص طور پر ترقی دی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ اگر مدارس محکمہ تعلیم کی سکیم کے مطابق کام کرینگے تو انہیں مالی امداد دینے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ آپ نے تمام ریاست کو صرف دو اضلاع الور اور راج گڑھ میں تقسیم کیا ہے۔ مہاراجہ الور کے ذاتی عملہ کو توڑ دیا ہے۔ سرکاری دفاتر میں تخفیف کر دی ہے اور ملازمتوں میں ریاستی باشندوں کو ترجیح دینے کا حکم دیدیا ہے۔

پارلیمنٹ کے ایک کانزرویٹو ممبر مسٹر ایم کے میلز نے جو حال ہی میں ہندوستان آئے ہیں۔ گاندھی جی کو لکھا تھا کہ وہ مدناپور جائیں اور نوجوان طلبا کو مشورہ دیں۔ کہ وہ دہشت انگیزی کے ذرائع اختیار کرنے سے احتراز کریں۔ اسی طرح یہ بھی لکھا تھا۔ کہ آپ کی زندگی کی اب شام آ پہنچی ہے۔ اب آپ جیل میں جانے کے لئے کوئی حرکت نہ کریں۔ گاندھی جی نے صرف دوسری بات کا یہ جواب دیا ہے کہ محض قید کی خاطر میں اب جیل میں جانے کی خواہش نہیں رکھتا۔ ہاں اگر امن کی تلاش کے لئے جیل جانا پڑے تو بخوشی جاؤنگا۔

مسٹر ڈی ولیرا نے ۱۷ ستمبر کو ڈبلن میں اعلان کیا۔ کہ لیبر پارٹی اور گورنمنٹ آپس میں بالکل متفق ہے اس لئے آئرلینڈ میں فی الحال نئے انتخابات نہیں ہونگے۔

امریکہ میں کوئلہ کی کانوں کے مزدوروں کی اجرتوں اور اوقات کار کے متعلق مسٹر روزویلٹ نے تجویز کیا تھا کہ وہ ۴۰ گھنٹہ فی ہفتہ کام کریں اور بارہ سے بیس روپیہ تک انہیں روزانہ اجرت ملے۔ کانوں کے مالکوں نے یہ تجویز منظور کر لی ہے۔

نازی گورنمنٹ نے عدالتوں کے نام ایک نیا سرکلر جاری کیا ہے۔ جس میں حکم دیا ہے کہ اگر کوئی عورت طلاق حاصل کرنے کی درخواست دے۔ تو حتی الوسع اسے منظور نہ کیا جائے۔ بلکہ عورت کو سمجھایا جائے کہ مختلف مردوں کے ساتھ شادی کرنے سے عورت کی فطری حیا اور پاکیزگی تباہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسے اپنے خاوند سے ہی نباہنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ یہ بھی چاہتی ہے کہ لوگ بچے پیدا کریں تاکہ ملک کی آبادی میں اضافہ ہو۔ طلاقوں سے بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ کا سکرٹریٹ ۱۰ اکتوبر کو شملہ میں بند ہوگا اور ۱۱ اکتوبر کو لاہور میں کھلے گا۔

بنگال گورنمنٹ گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت کے ذریعہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میدناپور کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی محلہ کے باشندوں کو ایک خاص عرصہ کے لئے جو ایک ماہ سے زائد نہ ہوگا ہدایت کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اپنے انہی گھروں میں جن میں کہ وہ عام طور پر بود و باش رکھتے ہیں بند رہیں یا کسی خاص رستہ سے باہر جائیں نہ آئیں یا کسی خاص قسم کی سواری استعمال نہ کریں۔ مزید برآں یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص کسی خاص جماعت یا جنس کا لباس نہ پہنے تاوقتیکہ وہ ایسا لباس استعمال کرنے کا عادی ہو۔ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔ اسے چھ ماہ قید تک سزائے قید یا سزائے جرمانہ یا ہر دو سزائیں دی جائیں گی۔

گاندھی جی نے ۱۷ ستمبر کو بمبئی میں ایک انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ میں صحت یاب ہونے کے بعد ہریجن تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہندوستان کے مختلف صوبوں مثلاً مدراس۔ پنجاب۔ گجرات۔ یوپی وغیرہ کا دورہ کرونگا۔

لبرٹی کلکتہ کا بیان ہے۔ کہ مسٹر سبھاش چندر بوس عنقریب ہندوستان واپس آنے کا ارادہ رکھتے ہیں کیونکہ ان کی صحت اب اچھی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی